ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

<u>شیریں رزاق</u>

پی ایچ ڈی اردو، اسکالر، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور

<u>محمد اکرام</u>

پی ایچ ڈی اردو، اسکالر، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

<u>نعمان نذیر</u>

پی ایچ ڈی اردو، اسکالر، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

"ایک چادر میلی سی" اور بیدی کا تانیثی شعور

<u>Shireen Razzaq</u>
Ph.D. Scholar, Urdu. G.C. University Lahore
<u>M.Ikram</u>
Ph.D. Urdu scholar, IIUI, Islamabad
<u>Nouman Nazir</u>
Ph.D. Urdu scholar, IIUI, Islamabad

"Aik Chadir Maili Si" and Baidi's Feminism Consciousness

Aik Chaddar Malli Si"is an important creation in Urdu beautifully portrayed social and domestic problems of fiction….. has women. Under the influence of this novel and Punjabi and Hindustani comes across with their many social depiction of female characters we psychological condition. In novel; Female characters domestic and seems the victim of social discard. She seems fighting with social chauvinism. Novel envisage feminism wich norms. She is victim of will be surface of this article.

Key Words: *Feminism. Social. Influence, chauvinism. depiction*

راجندر سنگھ بیدی کا شمار اردو فکشن میں ان کی صلاحیتوں کی بنا پر نمایاں ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کے ہاں مختلف سماجی اور معاشرتی موضوعات کی عکاسی ملتی ہے۔ بیدی کا تصور عورت بھی ان کو دوسرے تخلیق کاروں سے ممتاز کرتا ہے۔ عورت کے مختلف سماجی، نفسیاتی، معاشرتی مسائل، پنجاب کی خاص ثقافت اور متنوع موضوعات ان کی

تحریروں میں ملتے ہیں۔ "ایک چادر میلی سی" بیدی کی نمایاں تحریروں میں سے ہے۔ اس ناول کے ضمن میں بیدی نے پنجاب کے دیہاتوں اور خصوصاً سکھوں میں عورت کی سماجی حیثیت کو فن کے پیرائے میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ ناول میں پنجاب کی دھرتی کی معاشرت، محنت کشوں کی سماجی اور معاشرتی حیثیت بیدی کی وسیع اور گہرے مشاہدے کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس ناول میں ایک عام محنت کش گھرانے کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ جن کے محدود وسائل کے برعکس ان کے مسائل وسیع تر ہیں۔ ناول میں ان کی نفسیاتی حالت کو بطور خاص موضوع بنایا گیا ہے۔

ناول کا مرکزی کردار "رانو" ہے رانو پنجاب کے دیہات کی عورت کا نمائندہ کردار ہے۔ رانو کا تعلق ایک محنت کش گھرانے سے ہے۔ تلوکا سنگھ اس کا شوہر جو تانگا چلاتا ہے اور گھر کا واحد کفیل ہے۔ تلوکا شراب کا عادی ہے اور اس وجہ سے اکثر بیوی کے ساتھ اس کی لڑائی ہوتی۔ رانو ہر بار ایک دیوار کی طرح اس کے راستے میں حائل ہوتی لیکن تھوڑی مزاحمت کے بعد وہ ریت کی دیوار ثابت ہو کر اس کی مردانگی کے طوفان کے سامنے ریزہ ریزہ ہو جاتی۔ رانو کو اپنی حیثیت کا بہ خوبی اندازہ ہے۔ وہ ایسے سماج میں رہتی ہے جہاں عورت کی حیثیت نوکر سے زیادہ نہیں، مرد کی دل جوئی کرنا، اس کے بچے پالنا اور سارا دن کے کام کاج کرنا اس کا فرض ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ باوجود اس کے رانو شوہر کے غلط کام کے آگے پل باندھنے کی کوشش کرتی ہے:

رانی کڑک کر بولی "میں نہ پینے دوں گی، کہاں ہے تمہاری بوتل؟ آج میں دیکھ تولوں،
اس میں کیا ہے جو مجھ میں نہیں۔"(۱)

یہاں "رانو" کا کردار مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اول یہ کہ وہ اپنے شوہر کو اس اخلاقی برائی سے روکنا چاہتی ہے۔ ثانی یہ کہ یہاں عورت کی نفسیات کی بھی عکاسی ملتی ہے عورت اپنے شوہر کو خود سے زیادہ کسی اور کی طرف مائل ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتی وہ اپنے شوہر کے درمیان کسی چیز کو برداشت نہیں کر سکتی خواہ وہ شراب کا نشہ ہی کیوں نہ ہو۔ صالحہ صدیقی لکھتی ہیں:

"اس میں انہوں نے عورتوں کی زندگی اور ان کے مسائل کے ان چھوئے پہلوؤں کو
اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔"(۲)

تلوکا کی مار پیٹ کے باوجود "رانو" صبر سے کام لیتی ہے اور معمول کے مطابق گھر کے کام کاج میں لگ جاتی ہے۔ تلوکا چوہدری مہربان داس کے گھناونے جرائم میں اس کی مدد کرتا ہے وہ دیوی کے مندر پر یاترا کے لیے آنے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

والی عورتوں کو ورغلا کر چوہدری کی درم شالہ میں پہنچاتا اور اس کے بدلے میں ایک عدد شراب کی بوتل حاصل کرتا۔ ایک روز تلوکا بارہ تیرہ سال کی بچی کو چوہدری کی دھرم شالہ میں چھوڑ آیا اس واقع کی خبر پھیل گئی اس یاترا کے بھائی نے تلوکے کو قتل کر دیا۔ چوہدری، اس کے بھائی اور تلوکا کے قاتل لڑکے کو سات سات سال قید کی سزا سنائی گئی۔

شوہر کے قتل کا واقعہ رانو کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا۔ مرد سماج معاشرے میں جہاں عورت مرد کے زیر اثر رہتی ہے وہاں عورت مرد کی غیر موجودگی میں عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہے۔

> "رانو کا کردا بے حد مضبوط اور مکمل ہے۔ وہ جاہل اور بے باک ہے لیکن شوہر اور ماں باپ کے مرتبے کو پہچانتی ہے۔"(۳)

وہ جیسا تھا اس کا سہارا تھا۔ تلوکا کا ایک چھوٹا بھائی منگل ہے جو ایک آوارا گرد اور اوباش نوجوان ہے جس کو گھر کے معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ بھائی کی موت کے بعد گھر کے افلاس نے منگل کو اپنی سوچ کی تبدیلی پہ آمادہ کیا اور وہ بھائی کے تانگا پہ مزدوری کرنے لگتا ہے۔ منگل اپنے خرچ کے بعد جو تھوڑے بہت پیسے بچتے وہ گھر میں خرچ کی غرض سے دیتا جس سے دو وقت کی روٹی بھی نہ بن پڑتی ادھر رانو کی ساس اس کو ہر وقت تنگ کرتی اس کے بقول تلوکا کی موت کے بعد رانو کا اب اس گھر میں کوئی حق نہیں تھا۔ رانو کے والدین کا انتقال ہو چکا تھا اس گھر کے سواء اب اس کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ رانو کو خود سے زیادہ فکر جواں سال بیٹی کی ہے جس کی فکر ہر وقت کھائے جاتی ہے۔ وہ ظالم سماج سے بیٹی کو بچانا چاہتی ہے۔ رانو کی بیٹی "بڑی" کے نام سے جانی جاتی ہے وہ اس کی حفاظت کے تحت اس کو گندے، بوسیدہ کپڑے پہنائے رکھتی ہے کہ کسی پر اس کی نظر نہ پڑے، اس کی طرح کوئی مائل نہ ہو سکے۔ جبکہ وہ معصوم بچی زمانے کے ان مسائل سے بے خبر تھی۔

> "بڑی کو یوں انجان اور بے خود دیکھ کر رانو سر ہلا دیتی اور کہہ اٹھتی۔۔۔۔ اس بے باپ کی بیٹی کا انت بُرا ہے جس دن کسی دشمن کی اس پہ نظر پڑ گئی یہ کہیں کی رہے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ڈر کے مارے رانو کانپنے لگتی۔"(۴)

رانو کے یہ الفاظ اس معاشرتی جبر کی عکاسی کرتے ہیں جہاں غریب عورتوں کا کس طرح استحصال کیا جاتا۔ عورت کو اپنی جاگیر تصور کیا جاتا ہے اور نام نہاد مرد اس کو اپنی جاگیر کا حصہ سمجھ کر اس کو کسی بھی وقت کسی بھی طرح استعمال کر لیں۔ اپنی سماجی حیثیت، دولت کے نشے میں سرشار یہ لوگ دوسروں کی عزتوں سے کھیلنے کو اپنی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

بڑھائی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں غریب کو اپنی جان سے زیادہ اپنی عزت کی پرواہ ہوتی ہے۔ وہ بیک وقت دوہرے استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔

گاؤں کے لوگوں نے رانو اور منگل کی شادی کی تجویز دیتے ہیں۔ اس کی خبر جب رانو کو ہوئی تو اس نے صدائے التجابلند کی لیکن بہ حیثیت عورت اس کو یہ حق حاصل ہی کب تھا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکے رانو جب بیاہ کے اس کے گھر آئی تھی تو منگل چھوٹا سا تھا جو اس کی بیٹی سے عمر میں زیادہ بڑا نہ تھا۔ اُس نے ہمیشہ اس کو اپنے بچوں کی طرح سمجھا منگل کو بھی اس میں ماں ہی نظر آئی وہ یہاں تک کہ وہ اپنی حقیقی ماں کو بھی تائی کہہ کر پکارتا تھا۔ ان سب وجوہات کے باوجود وہ اس کو اپنا شوہر کیسے تسلیم کر سکتی تھی لیکن معاشرتی رسوم کے مطابق اس گھر میں رہنے کے لیے منگل سے شادی کرنا ضروری تھا۔

بیدی نے اس معاشرتی المیے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ عورت کو بیوہ ہونے کے بعد کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے عرصہ حیات تنگ اسی پر توڑے جاتے ہیں۔ جہاں اس کی اپنی اولاد پر بھی اس کا حق تسلیم نہیں کیا جاتا وہ محض مرد کی وراثت قرار پاتے ہیں۔ یہاں اہم سوال یہ ہے کہ کیا عورت کی حیثیت محض یہ ہے کہ وہ مرد کی دل جوئی کرے اور اس کی اور بچوں کی خاطر داری کرے۔ ہندوستانی معاشرے کی عورت کو ان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس گھر میں وہ بیاہ کے آتی ہے، ماں باپ اس گھر میں رہنے کا درس دیتے ہیں وہ اس کو اپنا حقیقی گھر سمجھتی ہے شوہر کی موت اس کو گھر سے بیگانہ کر دیتی ہے۔

اسی دوران جنداراں رانو کی ساس قاقوں سے تنگ اور بڑھاپے میں آسودگی کے خواب سجائے رانو کی بیٹی کا [۵۰۰] روپے میں سودا طے کر دیتی ہے۔ رانو کو جب اس بات کا پتہ چلتا ہے تو وہ ایک مضبوط کردار کے طور پر نمودار ہوتی ہے۔ اب وہ ایک ماں ہے۔ وہ فوراً جنداراں کے پاس گئی اور استفسار کیا:

"آج کون آیا تھا یہاں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کس کی ہمت پڑی یہ دہلیز پھاندنے کی؟
میری بیٹی کا سودا کرنے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟
جنداراں ایک "عورت" قسم کی مدافعت پر اتر آئی۔۔۔۔۔۔ نہیں دھیے رانیے وہ ایسے ہی بات کر رہے تھے۔ اب ہر کسی کا منہ تھوڑا پکڑا جا سکتا ہے؟

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

"ہاں پکڑا جا سکتا ہے۔ رانو کوئی سن تھوڑے رہی تھی۔ ان حرام جادوں کی جیبان کاٹ دینا تھی۔"(۵)

رانو اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے کٹ مرنے کو تیار تھی۔ عورت کا سب سے مضبوط، جاندار ماں کا روپ ہے جس میں وہ زیادہ طاقتور اور بہادر ہو جاتی ہے۔ رانو ایک ایسی ماں ہے جو خود معاشرتی جبر کا شکار ہے۔ اس کی ساس جس کو وہ ماں کا درجہ دیتی ہے وہ اس کو گھر سے نکالنے کے درپے ہے۔ اس نے اپنی ذات کو بھی بچانا ہے اور اپنی بیٹی کو بھی۔

بلا آخر گاؤں والے منگل اور رانو کی مرضی کے بر عکس ان کی شادی کروا دیتے ہیں۔ دوسری شادی کے لیے ناول میں "چادر ڈال دو" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ گاؤں کے سرپنچ نے گاؤں کے دوسرے کرتا دھرتا کے ساتھ مل کر ان دونوں کی زبردستی شادی کرادی۔ کیونکہ ان کے رسم و رواج اور روایات کے مطابق رانو کو اس گھر میں رہنے کے لیے منگل سے شادی کرنا ضروری تھی۔ ادھر منگل نے بھی مزاحمت کی لیکن وہ ان اصولوں کے آگے بے بس تھا۔ ڈاکٹر خالد اشرف اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

"مصنف نے پنجاب کے دیہی ماحول خصوصاً سکھ برادری کے حوالے سے عورت کے مساءل اور ان کے بیوہ ہو جانے کے بعد عدم تحفظ لوگوں کی نفسیات کے پورے شعور کا اظہار کیا ہے۔"(۶)

ہندوستانی معاشرہ خواہ تقسیم سے قبل کے حالات ہوں یا بعد کے مذہب چاہے کوئی بھی ہو خصوصاً متوسط طبقے کی عورت عہد بہ عہد عدم تحفظ، سماجی، معاشرتی، اور جنسی استحصال کا شکار نظر آتی ہے۔ حیرت انگیز عمل یہ ہے کہ ایک طرف تو مرد اس کے تحفظ کا ضامن ہے اور دوسری طرف مرد ہی ہے جو اس کی زندگی اجیرن کرتے ہیں اور غور طلب امر کے ایسے مرد خود بھی کسی کے شوہر، بھائی اور بیٹے ہوتے ہیں۔

شادی کے بعد رانو اور منگل کافی عرصے تک ایک دوسرے کے لیے اجنبی بن کر رہتے ہیں ذہنی طور پر وہ اس رشتے کو تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ لیکن منگل کے بر عکس وہ جلد ہی اس کو اپنا شوہر تسلیم کر لیتی ہے اور اس سے ایک بیوی کے حقوق کی طلب گار نظر آتی ہے۔ منگل میں بڑی تبدیلی یہ آتی ہے کہ وہ گھر کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اٹھالیتا ہے۔ لیکن رانو کو وہ بیوی تسلیم نہیں کرتا وہ اس کو اب بھی اس کو پرانے روپ میں دیکھتا ہے۔ رانو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

اس وجہ سے شدید ذہنی اضطراب کا شکار ہے وہ منگل کے ساتھ اس نئے رشتے کو نبھانا چاہتی ہے لیکن منگل کا رویہ اس اندر ہی اندر ذہنی اذیت دیتا ہے۔ یہاں عورت کی ذہنی اور نفسیاتی کشمکش کی عکاسی ملتی ہے کہ محض نام کے رشتوں کی طلب گار نہیں بلکہ اپنے حقوق چاہتی ہے۔ اپنی اس ادوری زندگی کی تکمیل کے لیے وہ کسی بھی طرح منگل کے دل اور زندگی میں اپنے لیے جگہ بنانا چاہتی ہے۔ رانو نے بہت صبر سے وقت گزارا۔ رانوں کی بیٹی بھی اس رشتے سے سخت نالاں ہے اس کے خیال میں اس کی عمر ہوتے ہوئے بھی اپنا بیاہ رچا لیا لیکن رانو نے اس بچانے کے لیے ہی یہ سب چارو ناچار قبول کیا۔ یوں رانو کو بیک وقت دو محاظوں پہ لڑنا پڑا منگل کے ساتھ ساتھ بیٹی کی بھی بے رخی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منگل جب اس کے سامنے شراب پیتا ہے تو وہ اس کو اسی کے انداز میں روکتی ہے جس طرح تلوکا کو روکتی تھی جس پہ منگل بولا:

> "یہی ہے نا تم عورتوں کی بات۔۔۔۔ کھانے پینے سے بھی روکتی ہو اپنے مردوں کو اور
> جھینپ گیا۔ رانو خوش ہوئی زبان سے ہی سہی مگر، عورت اور مرد کا رشتہ تو قائم ہوا۔
> اوپر سے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے بولی "خبر دار میں نہ پینے دوں گی۔"(۷)

ایک عورت کی نفسیاتی کیفیت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح اپنے شوہر کو توجہ اور محبت کی طلب گار نظر آتی ہے۔ اس لے لیے روح اور جسم دونوں کا رشتہ ضروری ہے۔ بغیر اس کے وہ اپنی ذات میں ادھوری رہتی ہے۔ رانو اس تکمیل کے لیے سر گرداں ہے۔ اس کو ایک مضبوط سہار چاہئے اور اسکے خیال میں منگل کے تسلیم کیے بغیر وہ محفوظ نہیں ہے۔ منگل بھی رانو کو زدو کوب کرتا ہے تلوکا کی طرح لیکن وہ ہمیشہ کی طرح صبر سے کام لیتی ہے بلا آخر اس کا صبر اور استقامت منگل کو زیر کر لیتی ہے۔ ان کے درمیاں تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ اور منگل بھی اپنی ساری ذمہ داروں کا بوجھ اپنے سر لے لیتا ہے۔ اس مرحلے تک رانو کو ہر طرح کے حربے استعمال کرتی ہے۔ شبنم آراء لکھتی ہیں:

> "بیدی نے عورت کی نفسیات اس کے درد کرب کو بڑے ہی فنکارانہ اور مخلصانہ انداز
> میں بیان کیا ہے۔"(۸)

منگل اور رانو کا ازدواجی رشتہ استوار ہوتا اور بڑی عمدگی سے اس رشتے کو نبھاتے ہیں۔ منگل "بڑی" کے لیے ایک لڑکا دیکھ کر اس کے ساتھ رشتہ طے کر دیتا ہے لیکن دراصل یہ لڑکا "تلوکا" کا قاتل نکلتا ہے۔ منگل نے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

انجانے میں یہ رشتہ طے کر دیتا ہے اور پنچائیت نے بھی فیصلہ کر دیا اس لیے رانو بیوی کے بجائے ممتا کی حیثیت کو فوقیت دے کر اپنی بیٹی کی خوشحالی زندگی کی خاطر اس رشتے کو قبول کر دیتی ہے۔

رانو کا کردار ایک نمائندہ نسوانی کردار ہے جس کی مختلف سماجی مجبوریاں اور اس کی نفسیاتی حالت کو ناول نگار نے بڑی عمدگی کے ساتھ پیش کیا۔ بیدی پنجاب کے پیرائے میں دراصل ہندوستان کی خصوصاً متوسط طبقے کی عام عورت جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے تشخص کی متلاشی رہی۔ اس کی بے بسی کی تصویر کو بڑے فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس معاشرے میں عورت کے جزبات احساسات کو ہمیشہ نظر انداز اور پس پشت ڈالا گیا۔ ان کو معاشرے میں دوسرے درجے کے شہری کی حیثیت حاصل رہی۔

اردو ادب کی تاریخ پہ نگاہ دوڑائی جائے تو مرد مصنفین کی طرح خواتین تخلیق کاروں کے ہاں بھی مردانہ سوچ کے حامل کردار نظر آتے ہیں۔ عورت کو یک رخی تصویر بنا کر پیش کیا گیا اس کے داخلی جزبات کو سمجھنے اور پیش کرنے کی سعی نہیں کی گئی۔ بیدی کا وصف نمایاں ہے کہ انہوں نے رانوں کے کردار میں ایک عام عورت کے سماجی، معاشی و معاشرتی مسائل کے ساتھ ساتھ اس کے داخل میں جھانک کر اس کی نفسیاتی کیفیت کو بھی بیان کیا۔ اس کے زندگی کے گمشدہ پہلوؤں سے بھی قاری کو روشناس کرایا جس کی وجہ سے بظاہر ایک عام سا کردار بھی خاص اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر خالد اشرف لکھتے ہیں:

> "راجندر سنگھ بیدی کا ناولٹ ایک چادر میلی سی پنجاب کی دیہات کے پسماندگی اور مردانہ تحکم کے زیر اثر ترتیب پانے والی تصویر سے روشناس کراتا ہے، جہاں عورت کو تابع مہمل سے زیادہ اہمیت حاصل نہیں۔"(۹)

یہی اوصاف اس ناول کو اردو ادب میں خاص مقام سے ہمکنار کرتے ہیں۔ ناول تانیثی شعور کا حامل ہے جو نسوانی کردار کے گرد گھومتا ہے۔ سلامتی کا کردار بھی مختصر لیکن خاص نسائی شعور کا حامل ہے۔ آغاز میں منگل اس کو اپنی طرف مائل کرتا ہے وہ اپنے آپ کو منگل کے حوالے کر دیتی ہے۔ منگل جب اس کے جذبات کر تو ہیں کرتا ہے تو اس کے اندر انتقام کا جذبہ اُبھرتا ہے لیکن وہ اپنے ارادے پر قائم نہیں رہ پاتی۔ یہاں عورت کی داخلی کیفیت دکھائی دیتی ہے کہ جنسی جذبات کی تسکین محض مرد کی ملکیت یا سوچ، خواہشات، ضروریات ہیں لیکن جس

معاشرے کی عکاسی بیدی نے کی ہے وہاں عورت کو نہ کوئی حیثیت حاصل ہے اور نہ اس ہی کسی کو اس کی طرف توجہ کی فرصت۔

اُردو ادب میں عورت ہمیشہ سے کسی نہ کسی روپ میں شامل رہی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد سے لے کر اکیسویں صدی تک تقریباً ہر ادیب کی تحریر میں عورت کا کردار موجود رہا۔ لیکن بہت کم ادیبوں کے ہاں خالصتاً عورت کے جذبات کی عکاسی کی گئی۔ راجندر سنگھ کے بیدی کے اس ناول میں مکمل تانیثی شعور موجود ہے۔ انہوں نے تہذیبی اور ثقافتی ورثے کے ساتھ ساتھ عورت کے داخلی جذبات کی بھی بھرپور عکاسی کی ہے۔ مختصر ہونے کے باوجود اُردو ادب میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ رجندر سنگھ بیدی، "ایک چادر میلی سی"، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۵

۲۔ صالحہ صدیقی، "تانیثت نثری اور غیر نثری اصناف"، مرتبہ صالحہ صدیقی، مشمولہ، اُردو ادب میں تانیثت کی مختلف جہتیں، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۲۰۱۴ء، ص ۲۵۹

۳۔ راجندر سنگھ بیدی، "ایک چادر میلی سی"، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰

۴۔ راجندر سنگھ بیدی، "ایک چادر میلی سی" لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۴۲، ۴۱

۵۔ اسلم آزاد، ڈاکٹر فقیر حسین، ڈاکٹر، مرتب، اُردو ناول کا ارتقاء، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۱۴ء، ص ۱۹۸

۶۔ اشرف خالد، ڈاکٹر، "جدید ناول میں عورت کا تصور اور کردار"، مشمولہ، آدھی عورت پورا ادب، مرتبین، ڈاکٹر عقیلہ جاوید، عمار رسول، ڈاکٹر، شازیہ یاسمین، شکیل حسین سید، لاہور، فکشن ہاوس، ۲۰۱۷ء، ص ۳۰۵

۷۔ راجندسنگھ بیدی، "ایک چادر میلی سی"، لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۴ء، ص ۹۰

۸۔ تانثیت کے مباحث اور اُردو ناول، شبنم آراء، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ص ۱۲۸

۹۔ اشرف خالد، ڈاکٹر، "جدید ناول میں عورت کا تصور اور کردار"، مشمولہ، آدھی عورت پورا ادب، مرتبین، عقیلہ جاوید، ڈاکٹر، عمار رسول، ڈاکٹر، شازیہ یاسمین، شکیل حیسن سید، لاہور، فکشن ہاوس، ۲۰۱۷ء، ص ۲۹۰